ادبیات

غبارِ خاطر

یعنی نوحۂ جانکاہ انتقال پر ملال امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ

(از جناب پنڈت آنند موہن زتشی گلزار دہلوی)

آزاد محمود اللساں — شیریں سخن شیریں زباں
تحریر میں پرکاریاں — تقریر میں گل باریاں
اذکار میں گل کاریاں — الفاظ ہیں چنگاریاں
وہ رہبرِ ہندوستاں — ہندوستاں کا باغباں
تنظیم کا مردِ جواں — تدبیر کا پیرِ مغاں
علم و عمل کا بوستاں — اور عزم کا کوہِ گراں
تہذیبِ نستعلیق کا — واحد امینِ بے گماں
کوئی کہاں سے لائے گا — آزاد کی طرزِ بیاں
رحمت کا ایک ابرِ کرم — نوکِ قلم ہیں بجلیاں
ہر لفظ میں تھا خونِ دل — ہر حرف ہیں تھی صوتِ جاں
دنیا سے مٹ سکتی نہیں — اس کی زباں میری فغاں
علامۂ دینِ مبیں — تلقین کی روح و رواں
عظمت کا لافانی پہاڑ — توقیر کا وہ نورِ جاں
تھی منجلی جس سے زمیں — تھا مفتخر جس سے زماں
تاریخ کا جس سے وقار — روشن تھے جس سے جسم و جاں

وہ مشترک تہذیب کا ضامن زمانہ میں کلاں
ایک مہرِ استقلال تھا گا ہے نہاں گا ہے عیاں
تدبیر میں روح الامیں تقدیر میں نوشیرواں
تقدیم اور تجدید میں ایک امتزاجِ گل فشاں
تقدیس میں گنگا کا جل تسنیم کی موجِ رواں
توقیر میں زمزم صفت کوثر کا آبِ زر فشاں
دل میں عجب دریا دلی وسعت میں بحرِ بیکراں
اک آگ سینے میں دبی اک کوہ تھا آتش فشاں
الفاظ میں گر تیر تھے اَبرُو کے ہر خم میں کماں
تھی بزمِ دشمن کے لئے نوکِ زباں نوکِ سناں
اس کل صفت موصوف کے اوصاف کا ہو کیا بیاں
آٹھ آٹھ آنسو روئے گا دن رات اب ہندوستاں
ہر روز تو آتی نہیں دنیا میں ایسی ہستیاں
حاصل تھیں اس کو فطرتی مے نوشیاں سرشاریاں
اب ختم مے خانے سے ہیں سرمست بادہ خواریاں
اب ختم افسانے ہوئے بدلیں وفا کی سرخیاں
اس حق نما سردار پر قربان تھیں سرداریاں
جب تک رہا دل میں رہا ہو کر وہ سترِ دلبراں
وقفِ کلام اللہ بھی جانِ حدیث۔ دیگراں
توحید کا پیغامبر ویدانت کی روحِ رواں
ثانیٔ ابنِ تیمیہؒ وہ یادگارِ عارفاں

تھا دل براہیمی مگر   معقول فنِ آذراں
بت خانہ میں دیتا رہا   روحِ بلالی سے اذاں
حسنِ ازل کا معتقد   جلوہ گرِ زلفِ بتاں
القصہ روحِ قافلہ   فی الجملہ میرِ کارواں
آخر ہوتے آزاد بھی   خلد آشیاں جنت مکاں
اس فردِ بے تمثیل کو   کیوں آئی مرگِ ناگہاں
رنجور ہے مہجور ہے   نہرو کا دل نہرو کی جاں
کچھ مسئلے در پیش ہیں   حل ڈھونڈنے جائیں کہاں
مجبور ہے معذور ہے   روح الامیں روح الاماں
قدرت کا یہ قانون ہے   لاچار ہے سارا جہاں
آزاد مجبوراً ہوئے   سوئے عدم آخر رواں
حسنِ عمل کے فیض سے   پائی حیاتِ جاوداں
قدرت کی دارو گیریاں   محسوس ہوتی ہیں یہاں
معلوم ہوتی ہیں یہیں   انساں کی مجبوریاں
غمناک ہیں نمناک ہیں   افلاک پر کرّوبیاں
اُف کون اب سلجھائے گا   پیچیدہ قومی گتھیاں
تاریک تر ہوتے چلے   جمہور کے اجمل نشاں
بکھرے ہوئے احساس کی   دیکھے کوئی گر جھلکیاں
شفاف شیشے کی طرح   وہ پیرِ صد شیشہ گراں
جس نے اُجاگر کر دیا   فطرت کا ہر سرِّ نہاں
قربان ہو جس پر یقیں   ایسا تھا کچھ اس کا گماں

تقدیر شاہوں کی صفت — شانِ وجاہت الاماں
بے مثل جاہ و تمکنت — بے مثل وضع داریاں
بے مثل اس کا بانکپن — بے مثل تھیں خودداریاں
المختصر قول و عمل — تھا برتر از سود و زیاں
تھا قوم کی جاگیر ہیں — اک مرغزارِ بے خزاں
صد حیف رخصت ہوگئی — جانِ بہارِ بوستاں
اب گم ہے نہرو کے لئے — تسکینِ دل آرامِ جاں
ہر شخص کو ہے جستجو — ڈھونڈیں مگر اس کو کہاں
اب اور تو چارہ نہیں — پھر کیوں ہوں آہ و زاریاں
اپنے عمل میں ڈھونڈیئے — آزاد کی نشہ کاریاں
کیا تھیں وطن کے واسطے — خدمات اور قربانیاں
اہلِ وطن کچھ یاد ہے — گاندھی سے پہلے کا سماں
تھیں سرد جھری کے سبب — ٹھنڈی وطن کی گرمیاں
آزاد کی آواز نے — گرمائیں طاری سردیاں
وہ ادبیں آوازِ حق — برسائیں جس نے بجلیاں
وہ ذکر و فکر الہلال — اللہ اکبر کی اذاں
سوتی ہوئی اس قوم میں — پھونکیں نئی بیداریاں
چرخِ صحافت کا ہلال — ہو جس پہ نیّر کا گماں
فرمایا شیخ الہندؒ نے — ہم کو جگایا بے گماں
اس فرد کی للکار سے — جاگے سبھی پیر و جواں
بے بس اجل کو کردیا — خود ہو کے علامۂ زماں

اب قوم میں مفقود ہیں — وہ تیزیاں طرّاریاں
حق بات کہتا ہی رہا — حائل تھیں گو دشواریاں
آزاد لکھتا ہی رہا — لگتی رہیں پابندیاں
وہ کام کرتا ہی رہا — ہوتی رہیں سرگوشیاں
اس فطرتاً آزاد کی — قسمت ہوئیں محصوریاں
اس پر بھی توبہ کلفتیں — اور اہلِ شر کی گالیاں
اپنوں کے طعنے الحذر — غیروں کے شکوے الاماں
پھر بھی سجاتا ہی رہا — تہذیب کی الماریاں
اس کج کلاہِ قوم سے — کج بحثیاں کم فہمیاں
اے قبلۂ کعبہ نما — یہ داستاں ہے خونچکاں
جب استواری میں اڑیں — ہر کارکن کی دھجیاں
ہر شخص کے افسانے کی — کچھ اور ہیں غمازیاں
پختہ تریں افراد کی — ناگفتنی ہیں خامیاں
عریاں ہیں اس حمام میں — مرد و زن و پیر و جواں
اک فردِ واحد تھا یہی — جلباب پوش درمیاں
بے داغ جس کی زندگی — بے عیب جس کی داستاں
فرقہ پرستی کا عدو — جوشِ جنوں کا پاسباں
اس حلم اور ایثار کی — تمثیل دنیا میں کہاں
قربان اس رفتار کے — میں ہی نہیں کون و مکاں
گو مرگ نے کیں منکشف — مختار کی مجبوریاں
دیکھیں غلامی نے مگر — مجبور کی مختاریاں

مدفون اس کے ساتھ ہیں　　حق گو میاں بے باکیاں
اے مردِ مومن السلام　　اے ہندوؤں کے ترجمان
سکھوں کا تو ہمدرد تھا　　تھا محسن نصرانیاں
بدھوں کے دل کی روشنی　　تھا جینیوں کا پاسباں
اے خاک بطحا کے امیں　　اے افتخارِ ہندیاں
پرکار قند پارسی　　اے غیرتِ ایرانیاں
گفتارِ حافظؒ کے معیں　　اے سعدیِؒ ہندوستاں
الفاظ ہیں مصری ترے　　گفتار میں شیرینیاں
ہر قول میں سوزِ یقیں　　کردار میں تابانیاں
شامی بھی تھے رومی بھی تھے　　قائل ترے یونانیاں
کوئی عجم ہو یا عرب　　قائل تھے تجھ پر بے گماں
اے گوتم و گاندھی کے دل　　اے رہنمائے رہبراں
اے طوطیِ افریشیا　　اے بلبلِ ہندوستاں
میت تری دولھا بنی　　ہمرہ براتِ عاشقاں
یہ ہے میرے دل کی صدا　　با نالہ و آہ و فغاں
جذبات میں منہ بولتی　　بربادیاں ناکامیاں
اک آگ ہے نالہ نہیں　　چھیڑو نہ سازِ دلچکاں
کس کو دکھائیں زخمِ دل　　دل پر جراحت کے نشاں
توحہ ترا تاریخ ہے　　جس کے ورق ہیں خوں فشاں
مخصوص دستاویز ہے　　جد و جہد کی داستاں
ہر دور میں ہر عہد میں　　آزادؔ تھے رطب اللساں
یکساں تھیں اس کے واسطے　　ہر پھول کی رنگینیاں

ہر وقت تھیں پیشِ نظر　　کل قوم کی بہبودیاں
لے دے کے سنتا تھا وہی　　فریادِ قلبِ بے کساں
اس کی تمنا تھی یہی　　پھولے پھلے ہندوستاں
گل زار ہیں باقی رہیں　　سرسبزیاں شادابیاں
اے کاش ہندوستاں رہے　　بالانشیں بالا نشاں
گل زار کی ہے یہ دعا　　آزادؔ ہوں جنت مکاں
اور اُن کے قول و فکر کی　　تقلید ہو ہم ہیں رواں
روشن ہمیشہ کے لئے　　ہیں اُن کے قدموں کے نشاں
دے ہم کو توفیقِ عمل　　وہ خالقِ ہر دو جہاں
اک بات کہنی اور ہے　　حائل ہیں گو دشواریاں
یہ جانتا ہوں خیر سے　　حق بات میں ہیں تلخیاں
در اصل ہے یہ مرثیہ　　تصویرِ جذباتِ نہاں
تھا مرنے والے کا یہی　　اعلان آخر دوستاں
تھی یہ وصیت آخری　　پھولے پھلے اُردو زباں
سنتے ہو اس کے پیرو!　　غیرت تمھاری ہے کہاں
یہ ٹھان لو اُردو پہ تم　　کر دو گے صدقہ اپنی جاں
اہلِ وطن سمجھو مرا　　سوزِ دروں دردِ نہاں
کس درجہ معنی خیز ہے　　گل زار کی آہ و فغاں
ہو جائے یہ پیارا وطن　　ہندوستاں جنت نشاں

اک یادگارِ دل نشیں
آزادؔ کی شایانِ شاں